

مشرقی ممالک کے مابین اتحاد و یکجہتی کے فروغ میں اردو اور عربی شعرا کا کردار

ڈاکٹر عارف اشتیاق

شعبہ اردو، ستیہ وتی کالج، دہلی یونیورسٹی، دہلی

بیسویں صدی کا طلوع زندگی کی مثبت اقدار اور جہد کے میلانات کو ساتھ لایا۔ سماجی سطح پر بڑی تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ سیاسی سطح پر آزادی کی تحریکوں نے ادب میں خوشگوار تبدیلی کا دروازہ وا کیا۔ گذشتہ صدیوں میں شاعر و ادیب زلف و رخسار اور حسن کی تعریف کے علاوہ بے جا فخریہ نظموں کی جگہ بند یوں میں بندھے ہوئے تھے۔ یہ صحیح ہے کہ سماجی عہد میں قہیدے بھی لکھے گئے، طویل بیانیہ نظمیں، رزمیے اور طویل داستانیں بھی قلمبند کیں لیکن جدید دور کے طلوع ہوتے ہی حقیقت پسندانہ ادب بالخصوص شاعری کی اصناف میں جو اعلیٰ درجہ کا ادب پیدا ہوا اس کے پیچھے سماج کی غیر برابری کے جذبات ہی کارفرما نظر آتے ہیں۔ انیسویں صدی میں ہی ادبی افق پر حقیقت پسندی کے بادل چھانے لگے تھے مگر بیسویں صدی کے اوائل سے ادبی بحثوں میں انصاف، جمہوریت اور قوم پرستی کے رویوں پر بات ہونے لگی۔

سیاسی سطح پر برصغیر ہی میں ہی نہیں بلکہ پورے ایشیائی خطے میں غلامی اور نوآبادیات کے خلاف آوازیں اٹھتی رہیں۔ دنیا کے ایک عالمی گاؤں میں سمٹ آنے کے بعد تفریق کے ہر معاملے کو نشان زد کرنے اور چھوٹی چھوٹی سماجی اکائیوں پر توجہ صرف کرنے کی گنجائش ادب کے مابعد جدید رویوں نے بھی بخوبی پیدا کر دی ہے۔ حالاں کہ تمام شعراء اس نہج پر نہیں چلے مگر ایسے شعراء کی کثیر تعداد اردو اور عربی دونوں زبانوں میں پیدا ہوئی جس نے سیاسی، سماجی اور معاشی سطح پر جبر کے خلاف آواز بلند کی۔

کہتے ہیں کہ صنعتی ترقی سے شعور کی بیداری مشروط ہے لیکن برصغیر میں اس کے اثرات زیادہ نہ پھیل سکے وجہ یہ تھی کہ برصغیر میں جاگیر دارانہ نظام اور زمیندار طبقے نے جو انگریزوں کے مفادات کا نگران تھا صنعتی ترقی کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کیا۔ اور کچھ ایسے ہی عرب ممالک میں بھی انہیں فرانسیزیوں اور انگریزوں نے عرب ممالک کو ٹکڑے کر کے اپنے مفادات کے لیے آپس میں بانٹ لیے اور دنیا کی ایک بڑی آبادی کی آزادی اور ان کی امتوں کا خون کر دیا۔

پہلی جنگ عظیم کی شکست و ریخت اور اقتصادی بد حالی نے ہڑتالوں اور مطالبوں کا سلسلہ شروع کیا۔ انگریزوں نے برصغیر اور عرب میں جنگ جیتنے کے غرور میں برصغیر پر اپنی گرفت اور مضبوط کرنی چاہی۔ طاقت کے وحشیانہ مظاہرے کا ایک نیاروپ جلیاں والا باغ (ہندوستان) اور دانشواں (مصر) میں نظر آیا۔ لیکن ان تمام وحشیانہ اقدامات ہی سے آزادی کی نئی لہر نے جنم دیا۔

ہندوستان اور عرب ممالک پر اجنبی تسلط اور دیگر سماجی و معاشی مسائل کے لیے جدوجہد پر ہم غور کریں تو بعض ایسے عوامل واضح نظر آئیں گے جو دونوں جگہ مشترک ہیں۔ اسی طرح ان دونوں جگہ کی زبان یعنی اردو اور عربی کے اشعار بھی یہی مشترکہ معانی لیے ہوئے ہیں۔ ان عوامل کو ہم موضوعات بنا کر ان کے مطابق دونوں زبانوں کے اشعار جمع کریں تو ایک واضح تقابل ہو سکتا ہے۔ اس مضمون میں ان موضوعات پر دونوں زبانوں کے اشعار اے چند مثالیں جمع کر کے دیکھنے سے ان شعراء کے جذبات، احساسات اور افکار ظاہر ہوتے ہیں، انسانی جذبات کی یکسانیت معلوم ہوتی ہے۔ دراصل یہ جذبات، احساسات اور افکار ان سب ملکوں کے باشندوں کے ہیں لیکن شعراء نے ان کو اپنے اشعار کے سانچے میں ڈھال کر ایک ابدی زندگی عطا کر دی ہے۔

ان دنوں انسانی زندگی کا تاریک پہلو یہ ہے کہ اسی ٹیکنک سے انسان نے جنگی تیاری کی ہے، ترقی یافتہ ملکوں نے اپنے وسائل سے اتنے مہلک اور کارگر ہتھیار تیار کر لیے ہیں جس سے وہ دوسرے ملکوں پر اپنا سیاسی اور معاشی تسلط باقی رکھ سکیں۔ ایشیائی اور عربی ممالک اس دوڑ میں بہت پیچھے ہیں، نہ صرف جنگی ہتھیاروں کی ٹکنیک میں بلکہ صنعت و حرفت کی جدید معیار میں ان سے پیچھے ہیں۔ حالانکہ ذہنی طور پر ایشیائی باشندے دانش و عقل میں ان سے پیچھے نہیں ہیں۔ لیکن جو زمانہ متنبہ رہنے کا آپسی طاقتوں کو جمع کرنے کا تھا، اس زمانے میں اہل ایشیاء اور عرب ممالک غفلت کی نیند میں رہے، آپسی جھگڑوں میں الجھے رہے:

والنوم للراجی بلوغ الغایة
القصوی مضرو والتنبہ نافع

ترجمہ: مراد کی طرف پہنچنے کی امید کرنے والے کے لیے غفلت اور نیند نقصان دہ ہے اور چوکنا رہنا فائدہ مند ہے۔ مشرقی ممالک کے مابین اتحاد و یکجہتی کے فقدان کے نتیجے ہی میں تمام طرح کی استعماری طاقتوں نے ظلم و جبر کا نشانہ بنایا اور انہیں مزید ٹکڑے ٹکڑے کر دیے تاکہ وہ کبھی متحد نہ رہ سکیں اور ان کا اپنا الو سیدھا ہوتا رہے۔ جس طرح یورپیوں نے مشرق کے ممالک پر اپنا تسلط قائم رکھنے کے لیے ہندوستان اور عرب ممالک کو ایک نظر سے دیکھا اور دونوں کو یکساں اہمیت دی اس طرح دونوں جگہ کے عربی اور اردو کے شعراء نے بھی مزاحمت اور آزادی کی تحریک میں مشرق کے تمام ممالک کو شامل کر کے اپنے جذبات کا اظہار کیا اور سب سے خطاب عام کیا ہے اور تمام مشرق کے لیے اپنے فکری پیغام بھیجے ہیں۔

اٹھا نہ شیشہ گر ان فرنگ کے احسان
سفال ہند سے مینا و جام پیدا کر
میرا طریق امیری نہیں فقیری ہے
خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر

اقبال

اقبال کے نزدیک ہر وہ نظریہ جو فساد انگیز ہے یعنی جو بنی نوع انسان کو نسل، رنگ، زبان یا جغرافیائی حدود کی بنا پر ٹکڑے ٹکڑے کر دے ظالم عظیم ہے۔ ان کا خیال ہے کہ یورپ کی وطن پرستی بت پرستی کے مترادف ہے وطن اور قوم دیوتا اور معبود

بن گئے ہیں یہی وجہ ہے کہ اقبال تمام انسان کو ملکی حدود میں تقسیم کر کے دیکھنے کے حق میں نہیں ہیں بلکہ جہاں کہیں بھی انسانیت کو دکھوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ فرد واحد کا دکھ درد سمجھتے ہیں۔

عظمت انسان کے عنوان سے ۱۹۴۵ء میں سردار جعفری نے نظم کہی تھی۔ دیگر شعراء کی طرح انہوں نے بھی برلن کی فتح محنت کش طبقے اور دوسرے محکوم و مظلوم قوتوں کی فتح تسلیم کی ہے:

دل غلامی میں سکوں کا لطف پاتا ہی نہیں
کوئی غنچہ آرزو کا مسکراتا ہی نہیں
ہے کوئی ایسا درد پہلو میں کہ جاتا ہی نہیں
اب خوشی کا سانس سینے میں سماتا ہی نہیں
کیا کشت ہے فتح برلن کے سنہرے راگ میں
غم کا خرمن جل رہا ہے اس خوشی کی آگ میں
پار لگ جائے گی اب دنیا کے دھارے کا بہاؤ
حریت کی سمت ہے دنیا کے دھارے کا بہاؤ
وقت کی نازک ترازو میں ہے جمہوری کا جھکاؤ
پڑ رہا ہے آج کی مقیاس پر کل کا دباؤ
شمع جو لینن نے روشن کی تھی بزم روس میں
جل رہا ہے ارتقا کے احمریں فانوس میں

سردار جعفری

ن۔م۔ راشد کی زبانی ایک نظم ”پہلی کرن“ میں خدا سے بغاوت کا انداز ملاحظہ ہو۔ یقیناً یہ جرأت گفتار شدید

مصائب کے بعد ہی پیدا ہو سکتی ہے۔

نہیں اس درتچے سے باہر تو دیکھو
خدا کا جنازہ لئے جا رہے ہیں فرشتے
اسی ساحر بے نشاں کا
جو مغرب کا آقا ہے مشرق کا آقا نہیں

ن۔م۔ راشد

”اب کس کا جش مناتے ہو“ میں احمد فراز مقتدر طبقے سے یوں مخاطب ہیں:

اس مشرق کا جس کو تم نے
 نیزے کی آنی مرہم سمجھا
 اس مغرب کا جس کو تم نے
 جتنا بھی لوٹا کم سمجھا
 ان معصوموں کا جن کے لہو
 سے تم نے فروزاں راتیں کیں
 یا ان مظلوموں کا جن سے
 خنجر کی زباں میں باتیں کیں
 اس مریم کا جس کی عفت
 لٹی ہے بھرے بازاروں میں
 اس عیسیٰ کا جو قاتل ہے
 اور شامل ہے غمخواروں میں

احمد فراز

مخدوم مشرق کے زوال پر اپنی نظموں میں اکثر روشنی ڈالتے ہیں۔ اس زوال کا سب سے بڑا سبب سیاسی طاقت کا زوال ہے اور قوت و اقتدار سے محرومی ہے۔ مخدوم ایک اشتراکی فکر کے حامل انسان کے نقطہ نظر سے مشرق کے زوال کا جائزہ لیتے ہیں۔

جہل فاتہ بھوک بیماری نجاست کا غلام
 زندگانی تازگی عقل و فراست کا غلام
 جھڑپکے ہیں دست و بازو جس کے اس مشرق کو دیکھ
 کھیلتی ہے سانس سینے میں مریضِ دق کو دیکھ
 ایک ننگی نعش بے گور و کفن ٹھٹھری ہوئی
 مغربی چیلوں کا لقمہ خون میں لتھڑی ہوئی
 پیکر ماضی کا اک بے رنگ اور بے روے خول
 ایک مرگ بے قیامت ایک بے آواز ڈھول
 اک مسلسل رات جس کی صبح ہوتی ہی نہیں

خواب اصحاب کہف کو پالنے والی زمیں

مخدوم

سردار جعفری کا کلام ملاحظہ ہو:

ایشیا کی خاک پر دم توڑتا ہے سامراج
ایشیا کی ٹھوکروں میں ہے ملکیت کا تاج
ایشیا میں ایشیا کا جشن آزادی ہے آج
ایشیا کے خون میں ہے صبح مشرق کا چاؤ

ایشیاء سے بھاگ جاؤ

ایشیاء کی جنگ آزادی ہے اک دنیا کی جنگ
ہے ہمارے زخم دل میں سارے عالم کی امنگ
ہاں بدل جانے کو ہے اب مشرق و مغرب کا رنگ
آج سب مل کر پکارو مل کر سب نعرے لگاؤ

ایشیاء سے بھاگ جاؤ

ایشیاء سے بھاگ جاؤ

سردار جعفری

ہوئی باطل شکن لمحات میں مشرق کی بیداری
چلے گی ساحرا فرنگ کی اب کیا فسوں کاری
شب غفلت گئی جب خواب تھی آزادی مشرق
ہے اب خواب کہن مشرق پہ مغرب کی عملداری

تلوک چند محروم

اسی طرح عرب ممالک میں کسی حد تک قوم اور زبان ایک ہونے کے باوجود بھی وہ یورپ کے سامنے اپنی آزادی برقرار نہ رکھ سکے کیوں کہ وہاں بھی سیاسی وحدت پسندی، بصیرت اور دور اندیشی نہ تھی۔ اگر سیاسی وحدت پسندی، بصیرت اور دور اندیشی ایک ملک میں ہوگی تو دوسرے تمام عوامل اپنی انفرادی حیثیت اور امتیاز رکھتے ہوئے بھی ایک وحدت کی کڑی میں خود بخود منسلک ہوتے رہیں گے۔ اسی لیے یہ وحدت اور اتفاق ایک آزاد ملک کو اپنی آزادی برقرار رکھنے کے لیے اور غلام ملک کو آزادی حاصل کرنے کے لیے بہت ضروری ہے۔

هو الشرق عز بتوحیدہ

فما سادہ فی الوری ساد

فعودو السالف آیامہ

یحییٰ طریقہ التالید

الاستاذ احمد عبدالمجید الغزالی

ترجمہ: یہ مشرق ہے جو اپنی وحدت سے عزیز ہے، دنیا میں کوئی مستعمر اس پر غالب نہیں ہو سکتا۔ اے مشرق والوں! تم اپنی قدیم تاریخ دہراؤ تو تمہاری قدیم تاریخ جدید تاریخ کو سلامی دے گی۔

أما آن تنسی من القوم أضغان
فیبنی علی أس المؤاخاة بنیان
أما آن ان یرمی التخاذل جانبا
فتکسب عزا بالتناصر او طان
علام التعادی لاختلاف دیانة
وان التعادی فی الدیانة عدوان
وما ضر لو کان التعاون دیننا
فتعمر بلدان وتأمین قطان
اذا جمعتنا وحدة ووطنیة
فماذا علینا ان تعدد ادیان
فایبى اعتقاد مانع من اخوة
بها قال انجیل کما قال قرآن
اذا القوم عمتهم امور ثلاثة
لسان و او طان وباللہ ایمان

الرصافی

ترجمہ: کیا اب بھی وقت آیا نہیں ہے کہ ہم آپس کے کینوں کو بھلا دیں اور بھائی چارے کی اساس پر بنا ڈالی جائے؟ کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ آپسی دشمنی کو بھول کر ایک دوسرے کے مددگار ہو جائیں؟ جس سے وطنوں کو عزت حاصل ہو۔ مذہب جدا جدا ہونے سے آپس میں اختلافات کیوں ہو، حالانکہ خود مذہب میں اختلاف کرنا ظلم ہے۔ جو آپسی مدد ہمارا دین ہو تو کیا نقصان ہے، جس آپسی مدد سے ملک آباد ہوں اور باشندوں کو امان ہو۔ جب ہم کو ایک وطن نے جمع کیا ہے تو کیا حرج ہے کہ ہمارے مذہب جدا جدا

ہوں۔ جب کسی قوم میں تین امور عام ہوں، زبان ایک ہو، وطن ایک ہو، اور خدا پر ایمان ہو، تو کون سا عقیدہ بھائی چارگی میں رکاوٹ بنتا ہے، انجیل کا بھی یہی حکم ہے، اور قرآن پاک نے بھی یہی فرمایا ہے۔

يا حبذا الشرق القديم ارائكا
لعواهل ومرابضا لقساور
والعرب عندهم عبائتهم على
عز احب من الدمقس الفاخر
لله درهم لو اتحدوا ولم
يستر سلوا لتناذب وتدابر
وهم لو اجتمعوا ولم يتفرقوا
رأيا لما باؤا بصفقة خاسر

شبلی ملط

ترجمہ: عجب قدیم مشرق کی خوبی تھی جہاں بادشاہوں کے تخت تھے اور شیردل لشکروں کے رہنے کی جگہ تھی عربوں کے نزدیک اپنا سادہ کمبل ریشمی لبادے سے زیادہ محبوب ہے، عجب عربوں کا وقار بڑھ جاتا اگر وہ متحد ہو جاتے اور آپسی جھگڑوں اور رنجشوں کے پھندے میں نہ آتے اگر یہ عرب جمع ہوتے اور رائے میں مختلف نہ ہوتے تو کہیں بھی نقصان میں نہ رہتے۔

ونحن فى الشرق والفصحى
بنورهم

ونحن فى الجرح والالام اخوان

ترجمہ: ہم مشرق میں اور عرب ممالک میں قرابت والے ہیں دکھ درد کے ساتھی ہیں۔

بلاد العرب اوطانى

من الشام لبغدان

ومن مصر الى يمن

الى نجد فتطوان

فلا حد يمزقنا

ولا دين يفرقنا

لسان الضاد يجمعنا

بغسان وعدنان

احمد شوقی

ترجمہ: عرب کے بلاد میرے وطن ہیں، جس میں شام، بغداد، مصر، یمن، نجد، تظوان شامل ہے کوئی حد بندی ہم کو جدا نہیں کر سکتی، دین ہم کو الگ نہیں کرتا۔ عربی زبان میں ہم سب کو جمع کرتی ہے، غسان قبیلہ ہو یا عدنان۔

فی کل منعطف قتیل
اوماتری دمہ یسیل
فی کل منعطف، ویسقط بارفاق

لناقتیل

فی کل منعطف دم من عرق

اخوانیسیل

عملاء، یا عصرا یموت
انا هنا لسننا نموت
نحیا و ننفض روحنا النشوی
و ننھض یارصاص
و نضک اعقاب البنادق فوق هام
المعتدین
ان هنا حرب علی المستعمرین

عمرالدقاق

ترجمہ: ہر موڑ پر ایک مقتول ہے، تم دیکھتے نہیں کہ اس کا خون بہ رہا ہے، ہر موڑ پر ہم میں سے ایک مقتول گرتا ہے اور میرے بھائیوں کے جسموں میں سے خون نکلتا ہے، اے فتنہ گرو یہ زمانہ مرجائے گا لیکن ہم نہیں مریں گے، ہم زندہ رہیں گے، ہماری ہمت والی جاں پھر آئے گی، اے بندوق کی گولی، ہم پھر اٹھیں گے بندوق کے دستے سے ظالموں کا سر توڑ دیں گے، ہم استعماری طاقتوں کے دشمن ہیں اور ان سے جنگ کرتے رہیں گے۔

حماء الحمی یا حماة الحمی
هلموا هلموا لمجد الزمن
لقد حرضت فی العروق الدماء
نموت نموت ویحیی الوطن

ترجمہ: اے قلعہ کی حمایت کرنے والو، اے قلعہ کی حفاظت کرنے والو! آؤ آؤ زمانے کے مجد کو حاصل کرو۔ ہماری رگوں میں خون پکار رہا ہے، کہ ہم کو موت آئے، ہم مرجائیں، لیکن وطن زندہ رہے۔

مردوں سے ساتھ ساتھ خواتین نے بھی اپنے زور قلم سے مشرقی ممالک کو جھنجھوڑا اور انہیں بیدار کیا۔ فدوی طوقان نے مشرقی ممالک کے مابین اتحاد کے سلسلے میں قصیدہ ”یظنہ النائم“ کے چند اشعار شاعرہ کی تحریض و تحضیض کا پہلا ملاحظہ ہو:

يا لها الله صرخة منك دوت
 في شعاب، وأغور، ونجود
 يا لها صرخة أهابت فأحيت
 عزمات، وطوحت بقيود
 يا بنى الشرق، يمين الله يوما
 قمتم فيه من هوان القعود

ترجمہ: یا خدا! تمہاری ایک چیخ، راستوں میں، موڑ (چوراہوں) اور بلندیوں میں گونج اٹھی۔ ہائے وہ ایک چیخ جو گونجی تو اس نے حوصلوں کو زندہ کر دیا۔ اور زنجیروں کو توڑ ڈالا۔ اے ابنائے مشرق! اللہ وہ دن مبارک کرے جب تم پستی کی ذلت سے اٹھ کھڑے ہو۔

من بکی فی العراق ضج له الشام
 ونجد وصارخ فی عمان
 هذه الشام والعراق ومصر
 وفلسطين والتلید الیمانی
 جمع الله قلبهم فتنادوا
 لا تحادو وحدة وتران

حسنی فریزاردنی

ترجمہ: کوئی عراق میں روتا ہے تو شام، نجد اور عمان میں اس کا درد محسوس کیا جاتا ہے۔ یہ شام، عراق، نجد، فلسطین اور یمن کے دلوں کو خدا نے جمع کیا ہے۔ اتحاد اور وحدت کے لیے ان میں پکار ہو رہی ہے۔

هذی بلاد العرب فی ضعفها
 فی کل شبر دولة تاجها
 یلعب فی تیجانها ضدها
 وهذه الدولات مجموعها
 لكنها لو جمعت لقمة
 لا یعطف الجار علی جیرته
 كصاحب التمثال فی جوقة
 كلاعب الشطرنج فی رقعة
 احقران یعتد فی کثرته
 قد تتعب الماضغ فی مضغته

خالد الفرغ

ترجمہ: یہ عرب کے ملک اتنے کمزور ہیں کہ ایک پڑوسی اپنے پڑوسی پر مہربانی نہیں کرے، ہر میل پر ایک حکومت ہے جس کا تاج مداری کی مانند ہے جو گھومتا رہتا ہے، اس کے تاج میں اس کا دشمن کھیلتا ہے جسے شطرنج کا کھیلنے والا شطرنج کے پٹھے پر کھیلتا ہے،

ان تمام حکومتوں میں سے ہر ایک اتنی حقیر ہے کہ وہ کسی گنتی میں نہیں آتی۔ مل کر بھی ان کی گنتی کی کثرت کا کوئی فائدہ نہیں۔ لیکن ان کو جمع کر کے ایک لقمہ بنایا جائے تو نکلنے والا اسے نکل نہ سکے گا۔

بچھاتے ہیں جو بادشاہی کا دام
جو چنگیز سے بڑھ کے سفاک ہیں
جو باکش و بدذات و بدکار ہیں
وہ قاتل فلسطین و یونان کے
وہ سینے پہ ہیں ایشیا کے سوار
انہیں ہے شہنشاہیت کا جنون
اٹھا ہے گناہوں سے ان کا خمیر
فسوں ان کا بربط جنوں انکا راگ
نہ بوائے وفا ان میں ہے اور نہ مہر
وہ مظلوم پر رحم کھاتے نہیں
ٹکپتا ہے جبروں سے جن کا لہو
نہ جانے ہمیں آئے گا کب یقین
مگر جو بناتے تھے ہم کو غلام
درندے جو دشمن تھے انسان کے
وہ سب موت کی گود میں سو گئے

بناتے ہیں جو آدمی کو غلام
جو دجال کی طرح ناپاک ہیں
ہم ان سے کرم کے طلب گار ہیں
وہ دشمن ہیں جاوا کے ایران کے
وہ انسان کا کھیلتے ہیں شکار
وہ بچوں کا بھی چوس لیتے ہیں خون
بنا ہے سیاہی سے ان کا ضمیر
دہکتی ہے ان کے کلیجے میں آگ
رگوں میں ہے ان کی حکومت کا زہر
کبھی بھیڑیئے مسکراتے نہیں
بدلتی نہیں ہے کبھی ان کی خو
کہ شعلوں سے شبنم ٹپکتی نہیں
جو جیتے تھے پی کر لہو صبح و شام
جو پھوٹے تھے طاعون و سرطان کے
وہ سب وقت کی گرد میں کھو گئے

علی سردار جعفری

یہ نظم جو اہری نے استعمار کی مذمت میں اس وقت لکھی ہے جب امریکی استعماری طاقت نے کوریا میں مداخلت کی اور اس کے ظلم کے سبب وہاں بہت جانی و مالی نقصان ہوا۔ یہ نظم ۱۹۵۱ میں الاوقات البغدادیہ میں شائع ہوئی۔ اس طویل نظم کا صرف ایک بند ہے۔

ایہا الوحش تسمع تسمع
ترذوب الدم بین الادمع
رکب تعرفها فی المرکع
عکست ادراج تلك السلم
وستسقیك مجاج الحمم

صرخات الحقد تطوی المشرقین
یرتمی من خنق فی المقتلین
تقتضیک الیوم شر الرکتین
فارتقی الکابی وزل المرتقی
امم اغصتها بالشرق

الجواہری

ترجمہ:- اے وحشی تو ہمارے کینہ کی چیخ کو سن، تجھے آنسوؤں کے درمیان خون نظر آئے گا، تم نے جو ظلم کیے ہیں آج اس کا نتیجہ بھگتنا پڑے گا، اب سیرھی الٹی چلی ہے گرنے والا چڑھے گا اور چڑھنے والا گرے گا۔ عنقریب تجھے وہ قومیں موت کا گھونٹ پلائیں گی، جن کو تو نے ظلم سے مصیبت زدہ کیا ہے۔

خلقتہم لنا من کل عہد مموہ
قیودا بہا استقلالنا یتقید

الی ان خدا استقلالنا ضحکۃ الوری بہ ساخر کل امری و مند

ترجمہ:- تم نے ہمارے لیے بناوٹی عہد سے وہ بندشیں پیدا کیں جن سے ہماری آزادی غلامی بن گئی۔ یہاں تک کہ ہماری آزادی عالم کے لیے ہنسی کا سبب بن گئی۔

یقظۃ الشرق (مشرق کی بیداری) میں رسانی کہتا ہے۔

اری بعد نوم طال فی الشرق یقظۃ
ففی (مصر) شیدت للعلوم معاهد
وفی (الہند) قامت للتحریث و ثورۃ
الرسانی
نہو ضیۃ فیہا طموح الی المجد
علی اسس التحلیل والبعث والنقد
سیاسیۃ عزلاء قائدہا (غندی)

ترجمہ: میں دیکھ رہا ہوں کہ مشرق لمبی نیند کے بعد جاگا ہے۔ بیدار ہو کر مجد کی طرف بڑھ رہا ہے۔ مصر میں علوم کے لیے بحث، نقد اور تحلیل کے معاهد کھول چکے ہیں۔ ہند میں آزادی کے لیے اہنسا پر مبنی سیاسی انقلاب زور پکڑ رہا ہے جس کا رہنما گاندھی ہے۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ عرب شاعر گاندھی جی کی جدوجہد کو اپنے مل کے لئے قابل تقلید سمجھتا ہے اور اس کی پیروی کا درس دیتا ہے۔

کان شعری الغناء فی فرح الشر
ق وکان البکاء فی احزانہ

شوقی

ترجمہ: میرا شعر مشرق کی خوشی میں گیت ہے اور ان کے حزن پر بکاء ہے۔

بالعزم نل یا شرق مالم ینل
فالغرب قد طار بہذا الجناح

الجواہری

ترجمہ: اے مشرق جو چیز اب تک حاصل نہیں ہو سکی اسے عزم کے ساتھ حاصل کر لو۔ پھر مغرب بھی اسی عزم کے ساتھ اڑ چکا ہے۔

ہندوستان اور عرب ممالک پر اجنبی تسلط اور دیگر سماجی و معاشی مسائل اور اس کے لیے جدوجہد پر ہم غور کریں تو بعض عوامل ایسے واضح نظر آئیں گے جو دونوں جگہ مشترک ہیں۔ اسی طرح ان دونوں جگہوں کی زبان یعنی اردو اور عربی کے اشعار بھی بہی مشترک معانی لیے ہوئے ہیں۔ ان شعراء کے جذبات، احساسات اور افکار ظاہر ہوتے ہیں، انسانی جذبات کی یکسانیت معلوم ہوتی ہے۔ دراصل یہ جذبات، احساسات اور افکار ان سب ملکوں کے باشندوں کے ہیں لیکن شعراء نے ان کو اپنے اشعار کے سانچے میں ڈھال کر ایک ابدی زندگی عطاء کر دی ہے۔ شاعری میں ان موضوعات پر اتنا بڑا ذخیرہ ہے، جنہیں جمع کرنے کے لیے مجلدات درکار ہوں گے۔ لیکن کوشش کی گئی ہے کہ منتخب اشعار کے ذریعہ موضوع کا احاطہ کیا جائے۔

کتا بیات:

۱. ارتضیٰ کریم (مرتب)، اردو ادب احتجاج اور مزاحمت کے رویے، اردو اکادمی، دہلی
۲. علی سردار جعفری، نئی دنیا کو سلام، کتب بلیڈیئر لمیٹڈ ممبئی
۳. محمد طاہر الجببوی، مہر جان الشعر، دمشق
۴. عبدالقادر المغربي، دیوان الرصافی، دار المکتبۃ الحیاء، بیروت
۵. دکتور حلمی علی مرزوق، شوقی و قضا یا العصر والحضارة، دار النھضة العربیة
۶. دکتور عمر الدقاق، فنون الادب المعاصر، دار الشرق
۷. الدکتور علی جواد الطاہر، دیوان الجواہری، دار العودہ، بیروت
۸. دکتور محسن جمال الدین، العراق فی الشعر العربی واللمجری، مطبعة الارشاد بغداد
